کتبۂ مارگلہ

از پروفیسر شیخ فرید برہان پوری
(صدر شعبۂ اردو و فارسی جبلپور یونیورسٹی)

عرصہ ہوا " کتبۂ مارگلہ" کے عنوان سے جناب لفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب (جہلم پاکستان) کا ایک مقالہ برہان اپریل ۵۶ء میں شائع ہوا تھا۔

جو مدیر برہان کے قول کے مطابق ایک مخصوص دماغی کاوش کے اعتبار سے لائق قدر اور مستحقِ داد ہے۔[1]

جناب ڈاکٹر زبیر احمد صاحب ——— سابق صدر شعبہ عربی و فارسی۔ الٰہ آباد یونیورسٹی ——— نے مدیر برہان کے نام اپنے نامۂ سامی میں اس " دلچسپ" مضمون کی ایک " اہم فروگذاشت" کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا اقتباس نظرات برہان میں دیا گیا ہے۔[2]

سطور ذیل میں اس کتبہ اور مضمون پر ایک متعلمانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ ان " چند اہم پہلوؤں" کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اور ان کی صحت پر غور کیا گیا ہے۔ جو کرنل صاحب موصوف کے قول کے مطابق " پہلے منظرِ عام پر نہ تھے۔[3]

---

[1] برہان مئی ۵۶ء نظرات ۲۵۵ [2] ایضاً نظرات ص۲۵۵

[3] برہان اپریل ۵۶ء ص۲۱۱ " ہم اپنی تحقیق کو مکمل نہیں کہہ سکتے۔ تاہم اس میں کچھ اہم پہلو اجاگر ہو گئے ہیں جو پہلے منظرِ عام پر نہ تھے۔" (کرنل صاحب) باقی حاشیہ ص۲۷ پر)

ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے مقالہ کے چند اجزا کا خلاصہ پیش کرنا ضروری ہے۔

نکلسن یادگار (Nicholson Monument) کے عقب میں ٹیکسیلا سے سولہ میل[۲۶] کے فاصلے پر درۂ مارگلہ پر کلکتہ سے پشاور تک جانے والی "شاہراہ سوری" کی اصل ساخت دیکھی جا سکتی ہے۔

"نکلسن یادگار کے عقب میں جنوب مغرب کی طرف پرانی سڑک کا ایک ٹکڑا پہاڑوں کے دامن کی طرف نکل جاتا ہے۔ یہ ٹکڑا کچھ بلندی سے ہوتا ہوا، پہاڑ کا چکر کاٹتا ہوا، موجودہ سڑک کی طرف جاتا ہے۔ [۱]

.... سڑک پہاڑ کو کاٹتی ہوئی قدرے بلندی سے گزرتی ہے سڑک کی سطح پختہ اور ہموار ہے۔ سڑک کے اس حصہ کے دونوں طرف چار چار فٹ اونچی دیواریں ہیں جن پر مزید مضبوطی کے لئے پتھر لگائے گئے ہیں۔ [۲]

چار فیٹ اونچی دیواریں اس لئے بنائی گئی تھیں کہ اوپر سے دشمن کی گولیوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ اور پتھر ڈھلک کر گرنے نہ پائیں۔

سڑک کے اس حصہ کے وسط میں جہاں یہ بلندی پر ہے۔ دائیں جانب سے سڑک کے کوئی پندرہ فیٹ اوپر ایک چٹان میں فارسی زبان میں ایک کتبہ ہے کتبہ کے الفاظ ابھرے ہوئے ہیں۔ [۳]

کرنل صاحب کا خیال ہے کہ

"یہ پتھر اس وقت لگایا گیا تھا جبکہ شاہ راہ سوری کی مرمت ....

بقیہ حاشیہ صہ ۲۶ ــــ ان پہلوؤں کے بعض حصے کرنل صاحب موصوف کی توجہ اور نظرثانی کے محتاج رہ گئے ہیں۔ اس مضمون میں ان کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے ــــ فرید

[۱] برہان اپریل صہ ۲۰۹ / [۲] ایضاً صہ ۲۱۰ /

[۳] برہان اپریل ۵۶ صہ ۲۱۰

آخری مرتبہ مغلوں نے کی تھی۔"

اس پہ سال مرمت ۱۰۸۳ھ (؟) ہجری لکھا ہوا ہے۔ ؎۱

یہاں "مرمت" اور "سالِ مرمت" بھی کرنل صاحب موصوف کی نظر ثانی اور توجہ کے محتاج رہ گئے۔

ذیل کے ماہرین نے کاغذی عکس کی مدد سے اس کتبہ کو حل کیا تھا۔

۱۔ بلوخمین ــــــ ۱۸۷۱ء

۲۔ ریہالٹسک ــــــ ۱۸۷۴ء

۳۔ ڈاکٹر یزدانی ــــــ ۱۹۲۳ء

۴۔ اور کرنل صاحب نے اس کتبہ کو ۱۹۵۴ء میں لیے گئے ایک فوٹو کی مدد سے حل کیا ہے۔ موصوف نے بلوخمین، ریہالٹسک اور یزدانی صاحب کی خواندگیوں کے ذکر کے بعد تاریخی پسِ منظر میں اپنی خواندگی اور اس کے نتائج کو پیش کیا ہے۔

کاغذی عکس کی چند خامیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کرنل صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ

"ایسے عکس میں یہ نقص ہوتا ہے کہ بعینہ وہی چیز کاغذ پر منتقل ہو جاتی ہے، جو پتھر پر نظر آتی ہے اگر کوئی چیز جو بخوبی پتھر پر پڑھی نہیں جاسکتی۔ وہ اس عکس پر بھی ظاہر نہیں ہوتی۔ اور بسا اوقات متعدد حروف اور ان کی ساخت خاص طور پر ایسے حروف جو مکمل نہ ہوں اور ٹوٹے ہوں وہ ظاہر نہیں ہوتے۔ ؎۲

یہاں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کرنل صاحب موصوف ۱۸۷۱ء سے ۱۹۲۳ء تک اور ۱۹۲۳ء سے ۱۹۵۴ء تک کے طویل عرصہ میں کتبہ کے پتھر پر موسم کے اثرات اور ان اثرات کی وجہ سے الفاظ کی شکست و ریخت کے اہم نکتہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔

؎۱ برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۰ ؎۲ برہان ص ۲۱۱

۱۹۵۴ء میں کرنل صاحب موصوف نے کتبہ کا ایک فوٹو لیا۔ اور اس کی مدد سے اپنا حل پیش کیا۔ [۱]

مذکورہ بالا ماہرین کے حل موصوف کو محکمۂ آثار قدیمہ پاکستان کے افسر اعلیٰ جناب فضل قادر صاحب کی مدد سے کے توسط سے دستیاب ہوئے۔ [۲]

گویا کرنل صاحب کے پیش نظر مستشرقین کے مضامین اور یزدانی صاحب کے عکس کا فوٹو نہ تھا بلکہ فضل قادر صاحب کی فراہم کردہ نقلیں تھیں۔ [۳]

مذکورہ بالا ماہرین کے حل نقل کرنے کے بعد موصوف نے کتبہ کے اشعار کا تجزیہ اور تاریخی پس منظر پیش کیا ہے۔ مآثر عالمگیری کے حوالہ سے اس پس منظر میں سڑک کی مرمت کی تاریخ ۱۰۸۳ھ کو صحیح تسلیم کرنے میں موصوف کو تردد ہوا ہے۔ [۴]

مآثر عالمگیری کے حوالہ سے کرنل صاحب نے اورنگ زیب عالمگیر کے حسن ابدال میں ۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو پہنچنے اور شاہی کیمپ میں مہابت خاں، لطف اللہ، داروغہ شیخ عبدالعزیز اور تہل داس (۹) کی موجودگی ذکر کیا ہے۔ [۵]

لطف اللہ بن احمد معمار کے تذکرہ کے بعد کرنل صاحب کا حل منقول ہے

کتبہ کے تینوں حلوں کے تقابلی مطالعہ کے بعد کرنل صاحب کی سمجھ میں ذیل کی چند باتیں آتی ہیں۔

اوّلاً ——— پہلے شعر سے پتہ چلتا ہے کہ مہابت خاں کو اس کام پر مامور کیا گیا تھا کہ یہ مرمت کا کام اسکی زیر نگرانی تکمیل پائے۔

---

[۱] برہان ص ۲۱۸ / [۲] ایضاً ص ۲۱۱ /

[۳] عاجز راقم کو ریہا لٹسک کا مضمون نہ مل سکا۔ جناب ضیاء الدین صاحب ڈپٹی افسر محکمۂ آثار قدیمہ ناگ پور نے اس کی نقل فراہم کر دی۔

[۴] برہان ص ۲۱۸ ۔ [۵] برہان ص ۲۱۵

ثانیاً ——— دوسرے شعر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام مادگلہ میں مکمل ہوا۔
ثالثاً ——— تیسرا شعر بتاتا ہے کہ یہ مرمت کا کام بحسن وخوبی سرانجام پایا۔
رابعاً ——— آخری شعر میں کام کی تکمیل کی تاریخ ۱۰۸۳ھ (؟) نکالی گئی ہے۔ جو کتبہ میں صاف نہیں ہے۔" [۱]
اور خامساً ——— قطعہ تاریخ کے نیچے تفصیلات میں چند لوگوں کے نام دئے گئے۔ ہیں ان میں احمد معمار، مرزا محمد داروغہ، جوگی داس اور دیالداس قابلِ ذکر ہیں۔" [۲]
اس کے بعد کرنل صاحب موصوف نے ذیل کے امور پر روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حسن ابدال میں اورنگ زیب کے ورود کی تاریخ اور مقصد۔ (برہان ص۲۱۴)
۲۔ شجاعت کا کا درۂ خیبر میں شکست کھا کر پنجاب کے میدانوں کی طرف دھکیل دیا جانا۔[۸۳]
۳۔ اورنگ زیب کا افغانوں کی تنبیہہ کے لئے شمال کی طرف بڑھنا۔
۴۔ حسن ابدال میں کیمپ۔
۵۔ شاہی کیمپ میں ۲۷ رجب ۱۰۸۴ھ کو مہابت خاں کا آنا۔

---

[۱] برہان ص۲۱۴ ——— کرنل صاحب نے مرمت کا لفظ پڑھا ہے۔ "مرتب" صاف ہے اس سے تمام تاریخی پس منظر بدل جاتا ہے۔ ۱۰۸۳ھ پر جابجا سوالیہ نشان لگا کر "مہوش" کو "ماہ وش" بنا کر ۱۰۸۴ھ حاصل کیا اور مصرعہ کو بے وزن بنا دیا ہے۔ (فرید)

[۲] برہان ص۲۱۴ ——— کرنل صاحب نے جوگی داس اور دیالداس کو تحویلدار لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ "تحویل دار درحقیقت خزانچی کو کہتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں ٹھیکہ داری کا کام یہی لوگ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی جیب سے خرچ کر کے سرکاری خزانے سے بعد میں اخراجات کا بل پیش کر کے وصول کرتے تھے۔ (کرنل صاحب)

"دولت مغلیہ کی ہئیتِ مرکزی" میں مرقوم ہے کہ داروغہ کی طرح ہر کارخانہ میں ایک تحویلدار ہوتا تھا۔ اس کی تحویل میں وہ نقد رقم اور سامان ہوتا تھا جس کی ضرورت اس شعبہ کے لئے ہوتی تھی۔" ص۳۵۴ (فرید) [۳] (برہان ص۲۱۵)

اور ٹھل داس، داروغہ شیخ عبدالعزیز اور لطف اللہ کی اورنگ زیب کے ساتھ ہمراہی۔

۶ــــــــ قطعہ تاریخ پر بحث ۱۰۸۳ھ کو تسلیم کرنے میں تردد۔

۷ــــــــ قطعہ کے نیچے تفصلات میں "پور استاد" کے اضافہ کے وجوہ، احمد معمار کا سنِ وفات، لطف اللہ خاں کی موجودگی سے تطابق۔

ــــــــ مذکورہ بالا تمام امور کرنل صاحب موصوف کی توجہ اور نظر ثانی کے محتاج رہ گئے ہیں۔

ــــــــ سطور ذیل میں اس عہد کے سیاسی حالات کی روشنی میں مندرجۂ بالا امور کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ــــــــ سرحدی قبائل کی شورش ہندوستان کی حکومت کے لئے ہمیشہ سر درد بنی رہی ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں سرحد کے آفریدی پٹھانوں کی سرکوبی کے لئے اکبر کے عہد میں جو سخت مہم گئی تھی۔ اس کا انجام فروری ۱۸۵۶ء کی خطرناک تباہی پر ہوا۔ جس میں آٹھ ہزار فوجی اور راجہ بیربل سوات کی جنگ میں کام آئے [۱]

افغانوں کی طاقت کا رعب اور پہاڑوں میں لڑنے کا خوف، پوری سلطنتِ مغلیہ پر غالب آگیا تھا۔ قبائلی سرداروں کو روپیہ دے کر ان سے صلح کرنی پڑی۔

جہانگیر اور شاہجہاں کے زمانے میں یہی حالت رہی۔ بلخ اور قندھار میں مغل فوج کی کوچ نے قبائلی سرداروں اور عوام کو ہمیشہ خوفزدہ رکھا ان کا خوف ایک خاموش شورش کی شکل اختیار کرتا رہا۔

شاہجہاں کے آخری ایام میں افغانوں کی شورش اور فتنہ ایک دم بڑھ گیا۔ اورنگ زیب کی تخت نشینی کے بعد اس فتنہ نے شدید شکل اختیار کرلی۔

---

[۱] تاریخ اورنگ زیب (جادو ناتھ سرکار ۱۹۱۶ء ص ۲۵۳)

History of Aurangzeb (1916) P. 253

۱۶۶۷ء میں یوسف زئی پٹھانوں کی تحریک شروع ہوئی۔ ان کے ایک سردار بھاگوا نے کسی کو محمد شاہ کے نام سے بادشاہ بنا کر دریائے سندھ کو عبور کر کے پکھلی پر حملہ کر دیا۔ جہاں ایک مقامی سردار شادمان اور مغل افسر اس مقام کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ یوسف زئی پٹھانوں نے ——— چھاپہ مار ——— شادمان کے قلعہ پر ——— قبضہ کر لیا۔ ؎۱

اس فتح نے دیگر قبائلی سرداروں کا رخ اس کی طرف پھیر دیا۔ مغربی پشاور اور اٹک میں ان قبائلیوں نے لوٹ مار شروع کر دی ؎۲۔ پشاور اور دہلی سے مدد طلب کی گئی۔

اورنگ زیب نے ان کی سرکوبی کے لئے سخت اقدامات کئے۔ کامل خاں (اٹک کے فوجدار) کو حکم ہوا کہ مضافات سے کوچ کر کے ان پر حملہ کرے ؎۳

پایۂ تخت سے محمد امین دس ہزار چیدہ سواروں کے ساتھ روانہ کیا گیا۔

کامل خاں نے دریائے سند کو عبور کر کے کثیر التعداد یوسف زئی فوج کو شکست دی اور دریائے سندھ کے جنوبی رخ کا علاقہ ان سرکشوں سے خالی ہو گیا۔ ؎۴

دریائے سندھ کے شمالی رخ پر مغل فوج میں آفریدیوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ کامل خاں ہارون نامی ایک مقام پر ٹھہرا رہا۔

اپریل تک کمک آتی رہی۔ ۲۰ مئی کو شمشیر خاں افغانستان سے اٹک پہنچا اور فوج کی کمک اپنے ہاتھ میں لے کر۔ یوسف زئی علاقہ میں داخل ہو گیا۔

؎۱ مختصر تاریخ مغل ص ۱۳۱ / تاریخ اورنگ زیب ص ۲۵۵ History of Aurangzeb (1916)

؎۲ ایضاً ص ۱۳۲ Short History of Aurangzeb

؎۳ تاریخ اورنگ زیب (۱۹۱۶ء) ص ۲۵۵

(History of Aurangzeb (1916)

؎۴ ایضاً ص ۲۵۶

اٹک سے سولہ میل دور ــــــــ اوہند ــــــــ (ohind) مقام پر وہ مقابلہ کے لئے صف آرا ہوا۔

یہاں ان سے کئی جنگیں ہوئیں۔ ماندور کے یوسف زئی میدانی علاقہ پر قبضہ کرکے ان کی فصلیں تباہ کردیں۔ ؎۱

شمشیر خان اوہند سے بھاگوا پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ کئی گاؤں فتح کر لئے گئے مکانات جلادئے گئے، املاک لوٹ لی گئیں اور کھیتاں تباہ کردی گئیں ؎۲

اس تباہی کے بعد یوسف زئی قبیلہ کی مدد کے لئے سوات اور تیراہ کے آفریدی بڑھے۔ مگر ان کو شکست ہوئی۔

پایۂ تخت سے بادشاہ کے حکم سے محمد امین خاں کی سرداری میں ۹ ہزار افراد کی ایک فوج روانہ کی گئی۔

محمد امین خاں دریائے کابل کو پار کرکے لاکھی (Lakkhi) پہنچا۔ یہاں اس نے شمشیر خاں سے فوج کی کمان لے لی۔ اور شہباز گڑھی کی طرف روانہ ہوا اور نواحی دیہات کو لوٹتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

یوسف زئی دب گئے اور ۱۶۷۲ء تک کوئی شورش نہیں ہوئی۔ ؎۳

۱۶۷۲ء میں جلال آباد کے حاکم کی کسی ناشائستہ حرکت نے خیبر کے قبیلوں میں شورش پھیلادی۔ آفریدی اکمل خاں کی سرداری میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

وہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے اپنا سکہ رائج کیا۔ اور مغلوں کے خلاف قومی تحریک میں تمام پٹھانوں کو شریک ہونے کی دعوت دی اور درّہ خیبر بند کردیا۔ ؎۴

؎۱ تاریخ اورنگ (۱۹۱۶ء) صـ ۲۵۵ History of Aurangzeb (1916)

؎۲ تاریخ اورنگ زیب صـ ۲۵۷ ؎۳ ایضاً صـ ۲۵۹ / مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۲

؎۴ مختصر تاریخ اورنگ زیب صـ ۱۳۳

۱۶۷۲ء میں بہار کے موسم میں محمد امین خاں پشاور سے کابل کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ اس کا خاندان، فوج اور بے شمار اسباب تھا۔ جامرود (Jamrud) کے مقام پر اسے معلوم ہوا کہ افغانوں نے راستہ بند کر دیا ہے۔

عالی مسجد کی طرف آگے بڑھتے ہی وہ موت کے منہ میں چلا گیا۔ وہ چاروں طرف سے گھر گیا تھا۔

رات کے وقت آفریدیوں نے پہاڑیوں سے اتر کر چشمہ کا پانی اس پر بند کر دیا۔ گرمی کی وجہ سے آدمی اور جانور پیاس کی وجہ سے گھبرانے اور مرنے لگے۔ افغانوں نے تیر و تبر کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ لشکر پراگندہ ہونے لگا۔ اور گھوڑے ہاتھی ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ [1]

ہزاروں لوگ پہاڑ کی بلندی سے گر کر غاروں میں ہلاک ہو گئے۔ تقریباً دس ہزار آدمی مارے گئے۔ دو کروڑ روپیہ اور اسباب لوٹ لیا گیا۔ بیس ہزار مرد اور عورت گرفتار ہوئے۔ محمد امین خاں کی ماں، بیوی اور لڑکی بھی قید ہو گئے۔ گراں بہا معاوضہ دے کر ان کو چھڑایا گیا۔ [2]

محمد امین خاں کے ملازم معرکۂ کارزار سے اس کو سلامت لے آئے۔ رشید خاں، فرزند عبد اللہ خاں اسی معرکہ میں قتل ہوا۔ اور امین خاں تمام مال و اسباب سے دست بردار ہو کر بحال تباہ لاہور واپس آیا۔ [3]

صاحب مآثر عالمگیری نے لکھا ہے کہ " اکبر بادشاہ کے عہد میں زین خاں کوکہ، حکیم عبد الفتح اور راجہ بیربر کو جو حادثہ پیش آیا تھا وہی سامنے آیا" [4]

---

[1] مختصر تاریخ اورنگ زیب ص ۱۳۳ / مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ) ص ۸۱

[2] ایضاً ص ۱۳۳

[3] مآثر عالمگیری ص ۸۱ { مختصر تاریخ اورنگ زیب میں مرقوم ہے کہ محمد امین خاں پشاور کی طرف نکل گیا۔ ص ۱۳۳

[4] ایضاً ص ۸۱

اس فتح نے آفریدیوں کی ہمت بڑھادی اور مالِ غنیمت کی فراوانی اور افراط کے قصے سن سن کر بہت سے لوگ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے لگے۔

خٹک قبیلہ بڑا جنگ جو تھا۔ پشاور کے جنوب میں اور کوہاٹ بنوں کے علاقہ میں کثرت سے آباد تھا۔ اور یہ قبیلہ یوسف زئی پٹھانوں کا سخت دشمن تھا۔ ان دونوں قبیلوں کی سرحد پشاور میں ملتی تھی۔

خوش حال خان خٹک ــــــــ "افغان بغاوت کا رہنما" "پشتو شعراء کا سرتاج" اور "صاحب سیف و قلم تھا۔ سلہ

سالہا سال تک اس نے لوگوں کو بغاوت پر اکسایا۔ اب وہ اکمل خاں سے مل گیا۔ اور بغاوت کا قومی رہنما اور سردار بن گیا۔

حکومت کے لئے خطرہ بڑھ گیا۔ قندھار سے اٹک تک ساری افغان دنیا اس تحریک سے متاثر ہوگئی۔ اس تحریک کے سردار وہ فوجی تھے۔ جنہوں نے دکن اور ہندوستان میں مغل فوج کیساتھ میدانِ جنگ میں زبردست معرکے سر کئے تھے۔ اور انتظامی امور اور سرکاری ترکیبوں سے بخوبی واقف تھے۔

دونوں طرف ایک ہی قسم کا سامان جنگ تھا۔ مگر ان کے پاس ایک بھاری توپ خانہ نہ تھا۔ چوں کہ وہ پہاڑوں میں لڑنے کے عادی اور جفاکش تھے۔ ان کو مغل فوج پر برتری حاصل تھی۔ سٹہ مغل فوج پہاڑیوں میں لڑنے سے خوف زدہ تھی۔

بادشاہ نے افغانوں کے حملہ سے پشاور کی مدافعت اور حفاظت کے لئے سخت اقدامات کئے۔ محمد امین خاں کو معزول کر کے مہابت خاں کو چوتھی مرتبہ کابل کا عامل بنا کر بھیجا۔ مہابت خاں تین مرتبہ اس سے پہلے افغانستان کا عامل رہ چکا تھا۔ اس نے کامیابی

سلہ رود کوثر ص ۴۲۹ / مختصر تاریخ اورنگ زیب ص ۱۳۴

سٹہ مختصر تاریخ اورنگ زیب ص ۱۳۴

کے ساتھ آفریدیوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھے تھے۔ بادشاہ نے اسے دکن سے طلب کر کے کابل جانے کا حکم دیا۔

مہابت خاں اپنے پیشروؤں کا انجام دیکھ چکا تھا۔ اس نے افغانوں کی قرار واقعی تنبیہ سے چشم پوشی کی۔ اس باغی گروہ کو پامال کئے بغیر "ما بخیر و شما بہ سلامت" کہہ کر کابل چلا گیا۔ [1]

"بادشاہ کو خان مذکور کی یہ ادا پسند نہ آئی" ۱۷ شعبان / مطابق ۱۷ نومبر ۱۶۷۳ء کو شجاعت خاں کو افغانوں کی سرزنش اور تنبیہ کے لئے کثیر فوج اور ساز و سامان کیساتھ رخصت کیا گیا۔ [1]

شجاعت خاں کی مدد کے لئے جسونت سنگھ بھی اس کے ساتھ تھا۔

شجاعت خاں معمولی خاندان کا فرد تھا۔ ست نامیوں سے جنگ اور ان کی بغاوت کو فرو کرنے میں میدانِ کارزار میں جوہر مردانگی دکھائے تھے۔ اور وہ رعد انداز خاں سے شجاعت خاں ہو گیا تھا۔ اس کے منصب میں اضافہ ہوا۔ وہ سہ ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کے مرتبہ پر فائز کیا گیا۔ [2]

مہاراجہ جسونت سنگھ اور مہابت خاں جیسے عالی نسب لوگ اس سے متنفر ہو گئے اور حسد کرنے لگے۔

شجاعت خاں نے مہاراجہ کی صلاح کو نہ مانا۔ ۱۶۷۴ء کی تباہی کا سبب مغل افسروں میں عدم تعاون تھا۔

شجاعت خاں نے کابل کی طرف بڑھنے کی کوشش کی۔ ۱۷ ذیقعدہ ۵۳ (۱۰۸۴ھ) مطابق ۱۳ فروری ۱۶۷۴ء کنداب سے گزر کر کوتل کرپہ عبور کرنے کا خواہاں تھا۔ لشکر آراستہ

---

[1] مآثر عالمگیری ص ۸۸ / ۱۶ محرم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مہابت خاں حوالی پشاور یعنی بلغ ظفر سے کوچ کر کے کابل روانہ ہوا۔ (ص ۸۷) [2] مآثر عالمگیری ص ۸۰ (۳ کا حاشیہ ص ۲۷ پر دیکھیے)

ہوکر آگے بڑھ رہا تھا۔ افغانوں کا گروہ کمین گاہ میں مقیم تھا۔ ایک تنگ پہاڑی راہ پر شجاعت خاں کے مقابلہ کے لئے آیا۔

اس رات سخت برف باری ہوئی۔ سردی اور نمی کی وجہ سے سپاہی موت کے دروازے تک پہنچ گئے۔ اس مصیبت زدہ فوج کو افغان پہاڑوں کے دونوں طرف سے ستانے لگے۔ سردی سے اکڑی ہوئی فوج پر صبح کے وقت افغانوں نے چاروں طرف سے حملہ شروع کر دیا۔ شجاعت خاں اور سپاہیوں کی ایک معقول تعداد میدانِ جاں نثاری میں کام آئی[1]

شاہی رعب داب کو برقرار رکھنے کے لئے اورنگ زیب خود حسن ابدال پہنچا۔ اس کے ہمراہ کثیر فوج اور بھاری توپ خانہ تھا۔ مضبوط اور مسلح فوج اور جنگی سامان دشمن کے علاقہ میں بھیجا گیا۔[2]

اغر خاں دکن سے طلب کیا گیا۔ اور خیبر علاقہ میں راستہ صاف کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔

شیخ عبدالعزیز فوجدار سرہند کو دلاور خاں کا خطاب مرحمت ہوا۔ دو ہزار پانچ سو سواروں اور توپ خانہ کی جمعیت کے ساتھ دامن کوہ سے راستہ طے کرنے پر اسے مامور کیا گیا[3]

۱۸ ربیع الاول کو سربلند خاں، بدیع السلطان اور ناصر خاں وغیرہ کے ہمراہ پشاور سے روانہ کیا گیا۔[4]

۲ ربیع الثانی (۱۰۸۴ھ) کو بادشاہ حسن ابدال پہنچ گئے۔[5]

۷ رجب (۱۰۸۴ھ) کو فدائی خاں ــــــ مہابت خاں کا بھائی ــــــ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۔ [3] ــــــ مآثر عالمگیری کے اردو اور انگریزی ترجموں میں تاریخ میں دو ایک روز کا فرق ہے۔ [1] مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ) صفحہ ۸۹ [2] ــــــ ترک امیر جو افغانوں سے لڑنے میں ممتاز ہو چکا تھا ــــــ مختصر تاریخ اورنگ زیب ۱۳۱

[3] مآثر عالمگیری (اردو) صفحہ ۹۰ / [4] ایضاً صفحہ ۹۰ / [5] ایضاً صفحہ ۹۱

کابل کا صوبیدار مقرر کیا گیا۔

بادشاہ زادہ محمد اکبر اور اسعد خاں کو کوہاٹ کی راہ سے کابل روانہ ہونے کا حکم ہوا۔ شہامت خاں اور غیرت خاں وغیرہ امیران دربار شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے۔ ؎۱

تقریباً ڈیڑھ سال تک اورنگ زیب اس علاقہ میں رہا۔

جمادی الاول (۱۰۸۵ھ) میں مکرم خاں اپنے بھائی شمشیر خاں کے ہمراہ ایک شائستہ فوج لے کر کتل خاپوش کے افغانوں پر حملہ آور ہوا۔

۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مکرم خاں نے غنیم پر حملہ کیا اور ان کے اکثر گھروں کو تاراج اور بے شمار افراد کو نظر بند کر دیا۔

"ایک روز فتنہ پردازوں کی ایک قلیل جماعت نمودار ہوئی۔ مکرم خاں نے اس پر حملہ کیا۔ مگر کوہ کے ہر دو جانب سے حریف کے دو دستے نکل کر شاہی فوج پر حملہ آور ہوئے۔

شمشیر خاں اور میر عزیز اللہ خاں نے غیرت مردانگی سے کام لیا۔ اور مردانہ وار میدان جنگ میں کام آئے۔ سپاہیوں کی کثیر تعداد قتل ہوئی۔ اکثر سوار اور پیادے، بے آبی اور برگشتہ راہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

مکرم خاں چند زندہ سواروں کے ساتھ باجور کے تھانہ دار عزت خاں کے پاس پناہ گزیں ہوا۔ ؎۲

۳۰ ربیع الاول کو بخشی الملک سردار بلند خاں ایک جرار فوج اور ساز و سامان کے ساتھ شورہ پشت افغانوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا۔

اغر خاں جلال آباد کی تھانہ داری پر مقرر ہوا۔

ہزبر خاں جگدلک کا تھانہ دار مقرر کیا گیا۔ ؎۳

؎۱ مآثر عالمگیری (اردو) ص۹۳

؎۲ ایضاً ص۹۸ ؎۳ ایضاً ص۹۹

فدائی خاں نے اپنے بہادر سپاہیوں کی مدد سے افغانوں کو بے حد پامال کیا۔ ان کے مکانات اور املاک سب تاخت و تاراج کر دیئے۔

۱۴ جمادی الاوّل کو معلوم ہوا کہ ہزبر خاں (تھانہ دار جگدلک) اور افغانوں میں مقابلہ ہوا۔ وہ اپنے فرزند اور دیگر سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا
مختصر عرصہ میں غورائی، شرانی، یوسف زئی قبیلوں کو شکست دے کر ان کے علاقوں سے باہر کر دیا گیا۔ بہت سے قبیلوں کو جاگیر اور انعام و منصب دے کر ان کے لیا گیا۔

۱۵ شوال (۱۰۸۶ھ) کو بادشاہ نے حسن ابدال سے تخت گاہ کی طرف کوچ کیا۔ [1]
مذکورہ بالا تاریخی حقائق کی روشنی میں عاجز راقم کی ناقص رائے یہ ہے کہ مذکورہ سڑک مہابت خاں نے اپنے لئے بنوائی۔ اس کو اس کام پر مامور نہیں کیا گیا تھا۔ سڑک مرتب کی گئی۔ ساخت[2] کا لفظ بھی اس کی وضاحت کر رہا ہے۔

اورنگ زیب کے حسن ابدال پہنچنے سے پہلے مہابت خاں اس راہ سے گزر کر کابل پہنچ چکا تھا۔ بادشاہ کے لئے سڑک تعمیر کروائی جاتی تو کتبہ کے کسی مصرعہ میں اس کا اشارہ ہوتا۔
کتبہ کی مختلف خوانلگیوں کو ملاحظہ کیجئے۔

بلوخمین (Blochmann)[3]

۱۸۷۱ء

مارگلہ

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ شیرزسرپنجۂ او ناتواں

---

[1] مآثر عالمگیری صـ ۱۰۱

[2] ساخت چناں شاہ زہے باشرف

[3] عربی و فارسی کتبات پر اشارات ـــــ رائیل ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۱ء صـ ۲۵۹

گفت مغل رومی تاریخ شان ناصیہ ہوش ہندوستان

۱۰۸۳ھ

باہتمام مرزا محمد داروغہ[۵۱] واحمد معمار اوستاد وجوگیداس و دیبی داس تحویلدار

ریہالشک (Rehatsek)[۵۲]

۱۸۷۴ء

ہوالقادر

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ شیر زسرپنجۂ او ناتوان

در کتل مارگلہ آں کہ بود باکرہ چرخ برین توامان

ساخت چناں را روئے شرف یومیہ دید چرخ ز در زمان

گفت مثل از پے تاریخ سال ناصیۂ ہوش ہندوستان

بایام مرزا محمد داؤد داستان ....

---

۵۱ ——— کرنل رشید صاحب نے "داروغہ" کے بعد چند نقطے لگا کر خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور ۱۰۸۳ھ "تحویلدار" کے بعد لکھا ہے۔ برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۲

کرنل صاحب نے "۱۰۸۳ھ" صحیح مقام پر نقل کیا ہے۔ مگر اصلی کتبہ میں "ہجری" لفظ کی تحریر کی گنجائش نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے ——— ہندو مسلم کتبات ——— عکس مارگلہ مقابل ص ۲۰

Epigraphica - Indo - Moslemica P. 20

۵۲ برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۳-۲۱۲

Indian Antiquary Vol: III P. 205

جناب ضیاء الدین صاحب ڈیسائی نے راقم السطور کو جو نقل فراہم کی ہے اس میں آخری مصرعہ یوں نقل ہے ——— "ناصیہ ہوش شدہ داستان" (کرم نامہ ڈیسائی صاحب ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء)

حمد معمار و جوگیداس و شرف دیال داس

تحویلدار ۱۰۸۱ھ مرمت شد

یزدانی ۱۹۳۳ء[1]

ہوالقادر

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ شیرز سر پنجۂ او ناتواں

در کتل مارگلہ آنکہ بود باکرۂ چرخ بریں تواماں

ساخت چناں شاہراہی شرف ..... چرخ ..... بو زمانِ

گفت مغل در پئے تاریخ سال ناصیہ مہوش ہندوستان

باہتمام میرزا محمد .... داروغہ ....

احمد معمار و جوگیداس .... مشرف و دیالداس

تحویلدار ۱۰۸۳ھ مرتب شد

رشید ۱۹۵۶ء[2]

خان قوی پنجہ مہابت شکوہ شیرز سر پنجۂ او ناتواں

در کتل مارگلہ آں کہ بود باکرہ چرخ بریں تو اماں

---

[1] برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۳

Epigraphica Indo-Moslemica P. 20

دلیسائی صاحب کا کرم نامہ ۶ ستمبر ۶۶ء

[2] برہان اپریل ۵۶ء ص ۲۱۸ خط کشیدہ الفاظ کرنل صاحب کے اضافے ہیں۔ جو گزشتہ مستشرقین نے بیان نہیں کیے۔

ساخت چناں راہ بروی شرف		کہ سر برد چرخ بر صد زماں
گشت مغل در پے تاریخ سال		ناصیہ ماہ وش ہندوستان

....

(خالی سطر جہاں سے الفاظ گر گئے ہیں۔)..........

باہتمام مولانا محمد میاں و داروغہ شیخ عبدالعزیز

(وپور استاد) احمد معمار و جوگی داس..........

و دیال داس تحویلدار ۱۰۸۴ھ

مرمت شد

عاجز راقم کی رائے میں کتبہ مارگلہ کی مذکورہ بالا چار خواندگیاں نامکمل ہیں۔ اور مزید غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔

موجودہ کتبہ کا تازہ ترین عکس یا چربہ حاصل کرنے کی مسلسل سعی میں ناکامی کے بعد یزدانی[1] صاحب کے فوٹو کی روشنی میں اس ہیچ میرز نے اپنا حل پیش کرنے کی جرأت کی ہے۔

ہوالقادر

یزدانی صاحب ـــــ "ہوالقادر" میں ل اور ر جھڑ گئے ہیں۔

بلوخمین نے مارگلہ لکھا ـــــ

مصرعہ اوّل ـــــ

"پنجہ" کا پ نہیں ہے۔

---

[1] یزدانی عکس Epigraphica Indo-Moslemica 1933 P. 20

برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۳

" مہابت " ــــــ کا ہے ہوز (ہ) کا شوشہ نہیں ہے۔
" شکوہ " ــــــ کی ہ نصف آخر رہ گئی ہے:

مصرع دوئم ــــــ
" شیر " کے ش کا ایک دندانہ اور نقطے غائب ہیں۔
ر نصف رہ گئی ہے۔

" پنجہ " ــــــ پ اور ن کے گھر نہیں ہیں۔ نقطے غائب ہیں۔
ہ ــــــ (ہ) کا آخری حصہ جھڑ گیا ہے۔
او ــــــ کا واؤ (و) دال جیسا معلوم ہوتا ہے۔
" ناتواں " ــــــ میں نا کا الف (ا) بیچ میں سے کٹ گیا ہے۔
" تواں " میں ت کے نقطے غائب ہیں۔

پہلا شعر سب نے یکساں پڑھا ہے
دوسرے شعر کو بلوخمین نے چھوڑ دیا ہے۔ ریہا الٹشک، یزدانی اور کرنل صاحبان کا حل یکساں ہے۔

در کُتل مار گلہ آں کہ بود یا کرہ چرخ بریں تو امان

مصرع سوم ــــــ
" کُتل " ــــــ کا ت بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہے۔
" مار گلہ " کی ر نصف رہ گئی ہے۔
" آں کہ " میں نون کا نقطہ نہیں ہے۔
الف (آ) کا مد غائب ہے۔
کاف (" ک ") کا مرکز جھڑ گیا ہے۔

مصرع چہارم ــــــ

"بکرہ" ــــــ ع اور ر کے نچلے حصے ٹوٹ گئے ہیں۔
"چرخ" ــــــ خ کے دائرہ کا بالائی حصہ کٹ گیا ہے۔
"برین" ــــــ ر نصف رہ گئی ہے۔
ی (یہ) کا گھر غائب ہے۔
صرف نقطے رہ گئے ہیں۔

تیسرا شعر بلوخمین نے نہیں پڑھا۔ باقی فضلاء نے حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ساخت چنان زاروئے شرف　　یومیہ دید چرخ ز در زماں
(ریہالشک)

ساخت چناں شاہراہی شرف　　...... چرخ ..... بوزماں
(ریزدانی)

ساخت چناں راہ بروی شرف　　کہ سر برد چرخ بر صد زماں
(کرنل رشید صاحب)

ساخت چناں راہ روی شگرف　　بوسہ دہد چرخ بداں ہر زماں
(ضیاء الدین صاحب دیسائی)[1]

مصرعہ پنجم ــــــ
مصرعہ پنجم کے دونوں الفاظ ــــــ "ساخت" اور "چنان"، برابر حل ہو گئے ہیں "ساخت کے لفظ پر غور کیجئے۔ بتلا رہا ہے کہ سڑک بنائی گئی "مرتب" ہوئی۔ نہ کہ "مرمت" کی گئی۔

---

[1] راقم السطور کے نام اپنے کرم نامہ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء میں دیسائی صاحب نے اس شعر کو یوں حل کیا ہے۔

ڈیہالٹسک اور کرنل صاحب نے "مرمت" لکھا ہے۔ غالباً لفظ "ساخت" کو
نظر انداز کر دیا ہے۔ یزدانی صاحب نے مرتب لکھا ہے۔

"ساخت" ——— س کے دندانے جھڑ گئے ہیں۔
اور ت کے نقطے غائب ہیں۔

"چناں" ——— چ کا بالائی حصہ نصف رہ گیا ہے۔

"شاہ رہی" ——— کا حل مختلف ہے [1]
"ش" گر گیا ہے۔
"الف" (ا) رہ گیا ہے۔
شکستہ ش کا صرف ایک نقطہ نظر آتا ہے۔

"شا" کے "الف" (ا) کے اوپر ہ کا بائیں جانب کا حصہ رہ گیا ہے۔

"رہی" ——— میں (ہ) کا گھر جھڑ گیا ہے۔ اور نیچے کا شوشہ رہ گیا ہے۔

"با" ——— خطاط سنگ نے کتبہ میں ہر جگہ الف (ا) ترچھا لکھا ہے۔
"با" کا ترچھا الف (ا) جھڑ گیا ہے۔

صرف ب کا نقطہ رہ گیا ہے۔ جو "شاہ رہی" کے بعد صاف نظر
آتا ہے۔

---

[1] "شاہ راہی" ——— یزدانی صاحب نے "شاہ راہی" پڑھا ہے۔ مصرعہ وزن سے
خارج ہو جاتا ہے۔
بلوخمین نے یہ شعر چھوڑ دیا ہے۔
"ڈیہالٹسک" نے "را روئے" پڑھا ہے۔
کرنل رشید صاحب نے "راہ بروئے" پڑھا ہے۔

یزدانی صاحب نے یا کی جگہ حل میں سوالیہ نشان (؟) بنا دیا ہے[1] یزدانی صاحب کا حل نقل کرتے وقت کرنل صاحب نے سوالیہ نشان کو چھوڑ دیا ہے[2] ممکن ہے کہ جناب فضل قادر صاحب نے کرنل کو ویسی ہی نقل بھیجی ہو[3]

"شرف" ـــــــ

صرف یزدانی صاحب اور کرنل صاحب نے "شرف" پڑھا ہے۔

"شرف" کے ش کے دندانے، ر کا نصف حصہ اور "ف" شکستہ ہو گئے ہیں۔

مصرعہ ششم کو نہایت عجیب طریقہ سے حل کیا گیا ہے۔ اس کا کوئی وزن نہیں، کوئی مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔

یزدانی صاحب کے عکس کی روشنی میں عاجز راقم نے مصرعہ ششم کو یوں پڑھنے کی کوشش کی ہے۔

رشک بر درچرخ براو ہر زماں

"رشک" ـــــــ ر ٹوٹ گیا ہے نیچے کا ۳/۴ حصہ رہ گیا ہے۔

"ش" ـــــــ (شد) کے کچھ مٹے ہوئے دندانے باقی ہیں۔

جوڑ کے بقیہ حصے کے ساتھ ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔

"ک" ـــــ باقی ہے۔ کاف کا آخری حصہ جھڑ گیا ہے۔

شکست و ریخت کے بعد "رشک" سے جو کچھ بچا اس کو کرنل صاحب نے "کہ سر" پڑھا۔

"برد" ـــــ "برد" میں سے "بر" گر گیا ہے۔

---

[1] Epigraphica Indo-Moslemica P. 21

[2] برہان اپریل ۱۹۵۶ء صـ ۲۱۳

[3] ایضاً صـ ۲۱۱

"ب" کی نوک جھڑ گئی ہے۔ صرف موڑ "ر" کے اوپری حصہ سے ملا ہوا ہے۔
"ر" کا نچلا حصہ جھڑ گیا ہے۔
"د" —— دال کے دونوں مڑے ہوئے سرے جھڑ گئے ہیں بالائی اور زیریں جھکے ہوئے سروں کے جھڑ جانے کے بعد صرف درمیانی حصہ رہ گیا ہے۔
"چرخ" —— چرخ بالکل صاف پڑھا جاتا ہے۔
"چ" کے نقطے جھڑ گئے ہیں۔
"ر" ہلکا سا شکستہ معلوم ہوتا ہے۔
"خ" کا نقطہ ٹوٹ گیا ہے کچھ نشان سا باقی ہے۔
"برو" —— بے (ب) موجود ہے۔ "ب" کا نقطہ تاریخ کی ی کے پاس ہے نصف رہ گیا ہے۔
"ر" جھڑ گئی ہے۔
"و" صاف پڑھا جاتا ہے۔
"بر" کرنل صاحب کے فوٹو میں صاف آیا ہوگا۔ کرنل صاحب موصوف نے اسے بر پڑھا ہے۔

"ہر" —— "ہر" کے شوشہ کا موڑ —— "ہ" کا ابتدائی سرا جھڑ گیا ہے۔ صرف نچلا حصہ نقطے کی شکل میں موجود ہے۔ جس کو پڑھنے میں "بر" کا دھوکا ہوتا ہے۔

کرنل صاحب کے فوٹو میں "ہر" بھی برابر صاف آیا ہوگا۔ کرنل صاحب نے "و" کے ایک حصے کو "ص" اور ہائے ہوز (ہ) کے ایک حصہ کو "د" بنا کر "صد" بنا لیا۔ موصوف نے اسے "صدزماں" پڑھا ہے۔ مصرعہ بے معنی اور غیر موزوں ہو جاتا ہے اس کو کسی بھی صورت میں صد نہیں پڑھا جا سکتا۔

"زماں" صاف پڑھا جاتا ہے۔

کتبہ کے آخری شعر کی خواندگی بھی کافی دلچسپ ہے۔

مصرعہ ہفتم ——

"گفت" کا "گ" کا مرکز اور "ف" کا نقطہ رہ گیا ہے۔

"ت" باقی ہے۔

"گفت" کو کرنل صاحب نے "گشت" بنادیا۔ اور اس کے نیچے خط کھینچ کر اسے اضافہ قرار دیا[1] اس لفظ کو "بلوخمین" "ریہالٹسک" اور "یزدانی" صاحب نے "گفت" پڑھا ہے۔

"ف" اور "ت" کے درمیان "ش" کے لئے کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی۔ اور بقول ڈاکٹر نذیر احمد صاحب "یہاں گفت ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔"[2]

"مغل" —— ریہالٹسک نے اسے مثل پڑھا ہے۔

"غ" کا کچھ بالائی حصہ پریدہ ہوگیا ہے۔

"از" —— ریہالٹسک نے "از" پڑھا ہے۔

یزدانی اور کرنل صاحب نے "در" پڑھا ہے۔

بلوخمین نے "رو" پڑھا۔

"از" سے الف (۱) کا نصف حصہ رہ گیا ہے۔

"ز" کا "نقطہ" غائب ہوگیا ہے اور وہ خود بھی نصف رہ گیا ہے۔

الف (۱) کے نصف حصہ کو بلوخمین نے "ر" پڑھا۔ اور بغیر نقطہ کے "ر" واو (و) پڑھا۔ قریب ہی پتھر ٹوٹ کر پھول گیا ہوگا۔

---

[1] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص ۲۱۸ [2] نظرات برہان

"از" کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اسے "دز" نہیں پڑھا جا سکتا۔ مگر یزدانی اور کرنل صاحب نے "در" پڑھا ہے۔

چونکہ "گفت" کو کرنل صاحب نے "گشت" بنا دیا۔ اس لئے "در پئے" کر دیا۔

"پی" —— پ کے نقطے غائب ہیں۔

"تاریخ" —— تر نصف رہ گئی ہے۔

"سال" —— الف (ا) تقریباً نصف رہ گیا ہے۔

مصرعہ ہشتم ——

یہ مصرعہ مادۂ تاریخ ہے۔ تمام خواندگیوں میں یہ مصرعہ صاف پڑھا گیا ہے۔

ریہاٹسک نے اس مصرعہ پر غور نہ کرتے ہوئے تاریخ ۱۰۸۱ھ لکھ دی ہے[۱]

کرنل صاحب نے "ہوش" کو "ماہ وش" بنا دیا۔ "اس سے مصرعہ میں سکتہ پڑ جاتا ہے"[۲]

اور سال میں ایک کا اضافہ ہوتا ہے۔

"ناصیہ" —— "ی" اور "ہ" (یہ) جھڑ گئے ہیں۔ ماد (ص) پر "ع" کا دھوکہ ہوتا ہے۔

"ہوش" —— یزدانی صاحب کے عکس میں "ہوش" صاف نظر آتا ہے۔

"ہ" (ہ) کا شوشہ نہیں ہے۔

"ش" کا نصف حصہ جھڑ گیا ہے۔ جس پر "رہ" کا دھوکہ ہوتا ہے۔

۱؎ —— برہان ص ۲۱۳ Indian Antiquary Vol III P. 205

۲؎ برہان نظرات، اپریل ۱۹۵۶ء

"کرنل رشید صاحب نے لکھا ہے:

" ان کے فوٹو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ "ہوش" نہیں بلکہ "ماہ وش" ہے اور گزشتہ محققین کو پڑھنے میں اشتباہ ہوا ہے۔........"

اگر ہم لفظ ہوش کو ماہ وش پڑھیں تو یہ بات پایۂ تصدیق کو پہنچ جاتی ہے۔ کہ اصل مادۂ تاریخ یوں ہوگا۔

ناصیہ ماہ وش ہندوستان

جس کے اعداد پورے ۱۰۸۴ھ بنتے ہیں۔ جو وہی سال ہے۔ جب اورنگ زیب حسن ابدال میں وارد ہوا۔ [1]

اس عبارت پر حیرت خیز اور فکر انگیز اضافہ ملاحظہ فرمائیے۔

لفظ ہوش کو ماہ وش لکھنے سے مصرعہ کا وزن بدستور قائم رہتا ہے۔ اور معانی میں بھی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ حرف الف کے اضافہ سے اعدادِ تاریخ بھی پورے ہو جاتے ہیں۔ جن میں ایک کی کمی پڑ رہی تھی۔"

ڈاکٹر زبیر احمد صاحب نے لکھا ہے کہ "ماہ وش" سے مصرعہ میں سکتہ پڑ جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ اگر ۱۰۸۴ھ صحیح سال تسلیم کر لیا جائے تو شاعر نے تعمیۂ داخلی سے کام لیا ہوگا۔ [2]

کرنل صاحب نے ماثر عالمگیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اورنگ زیب حسن ابدال میں ۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو وارد ہوتا ہے۔ [3]

مگر بادشاہ نے ۱۱ محرم کو حسن ابدال کی طرف کوچ کیا۔ [4] (باقی آئندہ)

---

[1] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص۲۱۵ / [2] ایضاً ص۲۱۵ / برہان مئی ۱۹۵۶ء نظرات

[3] برہان اپریل ۱۹۵۶ء ص۲۱۴ / [4] اردو ترجمہ ماثر عالمگیری ص۹۰ / ماثر عالمگیری انگریزی ترجمہ ص۸۲۔